عصری معاشرت میں فرد کی ترقی میں حائل رکاوٹیں اور سیرت طیبہ ﷺ سے ان کا حل

حافظ جمشید اختر *

محمد وسیم مختار **

Abstract

Problems and issues are integral part of human life. Every aspect of life is replete with trials & complexities. As it's revealed in Quran-e Kareem, undoubtedly, we created man in pains". What kinds of issues a man has to face while living in a society? A few of major among them are as under; The issues like injustice, ignorance, poverty, enmity, cruelty, Business forbidden, (social discrimination between the rich & the poor) have dragged up the human life to insipidity. A person living in a vast & spacious universe of the Almighty is feeling such an agitation as if he were living in a scanty ray less cell. Wrapped within these social problems, many people suffer from heart diseases. We read in papers about many people who commit suicide. Under such injustice people are designing emotional decisions; many people are sacrificing their lives for property tumults. In the cases of wed-locks & divorce enmity among families has reached to its heights.

The need of time is to recall & revise the message, taught by Muhammad (SAWW). The solution of these highlighted issues is presented in the light of the teachings of Muhammad (SAWW). References are taken from Quran, *Seerat-e Nabvi* (SAWW) and Tafaseer for the validity of this study.

Keywords: injustice, ignorance, poverty, enmity, cruelty, Business forbidden

*لیکچرر اسلامیات، سپیریئر گروپ آف کالجز، سرگودھا۔

**پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور۔

موضوع کا تعارف:

عصری معاشرت میں ہر فرد کو اپنی زندگی میں کامیابی اور ترقی کے سفر پر گامزن ہونے کے لئے بہت سے کٹھن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ آفات زمانہ، ذاتی کوتاہی اور لوگوں کی طرف سے پیداشدہ رویے اس کی کامیابی اور عروج کے سفر پر مسلسل بڑھتے ہوئے قدموں میں مختلف انواع کی رکاوٹیں حائل کر دیتے ہیں۔ لیکن ریاست کے ایک صحت مند فرد کا ان رکاوٹوں اور مشکلات سے خندہ پیشانی سے گزر جانا ہی کمال ہے۔ خصوصاً ایک مسلمان کے لیے اس کے رسول ﷺ کے اقوال و افعال اور سیرت حسنہ میں ان مشکلات کے حل موجود ہیں کہ جن کے اپنانے سے اس مادیت پرست معاشرے کی مشکلات کا سامنا کیا جاسکتا ہے۔ اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر ایک عام فرد سے لیکر اجتماعی طبقات اپنے اپنے مجال میں خوش و خرم زندگی بسر کرتے ہوئے اپنے حصے کی ذمہ داریاں احسن انداز میں نبھا سکتے ہیں۔ سماجی زندگی میں انسان کو جن اہم مسائل مثلاً: ناانصافی، جہالت، غربت، دشمنی و ظلم اور کسب حرام وغیرہ کا سامنا رہتا ہے، ان کا حل سیرت طیبہ کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے:

1۔ ناانصافی

معاشرے میں امن و سکون عدل و انصاف کی عکاسی کرتا ہے جب کہ ظلم اور ناانصافی معاشرے میں بہت سی گھمبیر پریشانیوں کی راہ ہموار کرتی ہے اسی لئے شارع علیہ السلام نے انصاف پر بہت زور دیا ہے اور ناانصافی اور ظلم کی مذمت بیان کی ہے۔ عصر حاضر کی معاشرت میں انسانی ترقی کی راہ میں حائل مشکلات میں سے ایک بنیادی مسئلہ ناانصافی ہے جس کی وجہ سے آئے روز پریشانیاں کم ہونے کی بجائے تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔ الیکٹرونک و پرنٹ میڈیا اگرچہ عدل و انصاف سے محروم لوگوں اور واقعات کو منظر عام پر لانے اور انہیں انصاف دلانے میں مصروف عمل ہے لیکن حقیقی طور پر ناانصافی کی بیخ کنی اور عدل کا بول بالا اس وقت ہی ممکن ہے کہ افراد اس مسئلہ میں بھی اسوہ حسنہ سے راہنمائی حاصل کریں معاشرے سے ظلم اور ناانصافی کے خاتمے اور عدل و انصاف کی ترویج کے لئے نبی رحمت ﷺ نے مختلف انداز سے اپنی سیرت کو پیش کیا مثلا:

عدل و انصاف کی اہمیت بیان کی گئی ہے [1] تاکہ اس کی قدر و قیمت کو سامنے رکھتے ہوئے اس کو معاشرے میں عام کیا جائے:

"ان افضل عباد الله منزلة يوم القيامة امام عادل"[2]

”قیامت کے دن اللہ کے بندوں میں سے افضل امام عادل ہو گا“

---

[1] ۔ علوی، خالد، ڈاکٹر، اسلام کا معاشرتی نظام (لاہور، الفیصل ناشران و تاجران کتب، 2004ء) ص: 289۔

[2] ۔ بیہقی، احمد بن حسین، شعب الایمان، (بیروت، دار الکتب العلمیہ) رقم الحدیث: 7371۔

عدل وانصاف نہ کرنے والوں کے بارے وعید بیان کی تاکہ جو لوگ ترغیب کو نہیں سمجھتے وہ ترہیب کو سامنے رکھ کر نا انصافی اور ظلم سے بچیں اور عدل وانصاف کو عام کرنے کی کوشش کریں۔ فرمان نبوی ﷺ:

"من كانت له مظلمة لاخيه من عرضه ....حسنات اخذ من سياٰ ت صاحبه فحمل عليه"[3]

''جس نے کسی مسلمان بھائی پر ظلم کیا یا اس کی عزت کو پامال کیا ہو تو وہ اس زندگی میں ہی اس سے معاف کروالے نہیں تو قیامت والے دن اس کی نیکیاں ظلم کے برابر اس سے لے کر مظلوم کو دی جائیں گی اور اگر نیکیاں نہ ہوئی تو ظلم کے برابر مظلوم کے گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے''

آپ ﷺ نے عدل وانصاف نہ کرنے والے خاوند کے بارے فرمایا کہ

"من كا نت له امراتان ،يميل مع احدهما على الاخرى جا ء يوم القيامة ،واحد شقيه ساقط"[4]

''جس کی دو بیویاں ہیں اور وہ ان دونوں میں سے ایک کی طرف زیادہ میلان رکھے (نا انصافی کرے) وہ قیامت والے دن اس حالت میں آئے گا کہ اسکے ایک پہلو کو فالج ہو گا''

آپ ﷺ نے عدل وانصاف کو معاشرے میں عام کرنے کے لئے ترغیب وترہیب کے بعد خود فیصلہ کر کے ثابت کیا ہے کہ عدل وانصاف کی راہ میں رکاوٹ بننے والے قریبی عزیز واقارب اور دوست واحباب کی موجودگی یا سفارش کی کوئی اہمیت نہیں ہے مثلاً:

''نبی ﷺ کی عدالت میں بنو مخزوم قبیلہ کی فاطمہ نامی عورت کا چوری کا مقدمہ آیا تو اس قبیلہ والوں نے حضرت انسؓ کو قریبی سمجھ کر سفارش کرنے کا کہا تو آپ ﷺ نے سفارش کے جواب میں کہا کہ اگر اس فاطمہ کی جگہ پر میری بیٹی فاطمہ بھی ہوتی تو تب بھی فیصلہ انصاف کے ساتھ ہی ہونا تھا''[5]

اسی طرح ایک صحابیؓ اپنے بیٹے کو نبی علیہ السلام کے پاس لے کر آیا اور کہا کہ تم گواہ بن جاؤ میں اس کو غلام دے رہا ہوں تو نبی ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم نے باقی بیٹوں کو بھی اسی طرح غلام دیئے ہیں تو صحابی نے کہا نہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ظلم پر گواہ بنا رہے ہو۔[6]

---

[3] ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (الریاض، دارالسلام،، 1999ء) رقم الحدیث: 2449۔

[4] ۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، السنن (الریاض، دارالسلام،، 1999ء) رقم الحدیث: 1969۔

[5] ۔ نعمانی وندوی، شبلی، سید سلیمان، سیرت النبی (لاہور، آر، زیڈ، ۱۴۰۸ھ) 183/2۔

حضور نبی کریم ﷺ نے عدل وانصاف کو عام کرنے کے لئے اپنی ذات کو پیش کیا۔

ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان بیٹھے تھے ایک آدمی آیا وہ جھکا آپ ﷺ نے چھڑی کے ساتھ چونکامارا تو اس کے چہرے پر زخم آ گیا تب آپ ﷺ نے فرمایا آؤ بدلہ لے لو اس آدمی نے کہا میں نے معاف کر دیا۔[7]

آپ ﷺ نے ظلم اور ناانصافی کے بارے جو وعید و نوید بیان فرمائی ہے اگر یہ دونوں طرح کی تعلیمات ایک مسلمان کے سامنے ہوں تو یہ معاشرہ ظلم اور ناانصافی کے سلوک سے آزاد ہو کر عدل وانصاف کا داعی بن سکتا ہے۔ اس لئے آج بالخصوص معاشرے کو امن وسکون کا گہوارہ بنانے کے لئے انفرادی اور اجتماعی سطح پر ظلم وناانصافی کی وبا کو ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ تا کہ فرد کی ترقی کی راہ میں حائل رکاوٹوں کا قلع قمع ہو سکے اور معاشرہ زوال کی بجائے عروج کے سفر پر گامزن ہو سکے۔

2۔ جہالت

ویسے تو اس دور میں تکنیکی، فنی اور تعلیمی اداروں کی کمی نہیں ہے اور طلباء واساتذہ کی تعداد میں بھی روز بروز خاطر خواہ اضافہ ہو رہا ہے مگر جہالت صحیح معنوں میں اسی قدر بڑھ رہی ہے، جیسے مادیت کی ہوس بڑھ رہی ہے کیونکہ جہالت در اصل حقیقت اور اصلیت کو چھوڑ کر رسم ورواج اور تکلف وتصنع کو اپنانے کا نام ہے، معرفت الٰہی وکائنات اور خود شناسی کا صحیح تعارف حاصل کرنے اور اپنی عاقبت کو سنوارنے کی بجائے خالق ومالک حقیقی سے عدم شناسائی اور عاقبت کو بھول کر تباہی کی سمت روانہ ہونے کا نام ہی جہالت ہے، حق آجانے کے بعد جان بوجھ کر بدعات وخرافات سے اعراض نہ کرنا جہالت ہے۔ یہ جہالت کا ہی نتیجہ ہے کہ ہم اخلاقی طور پر زوال کی طرف جا رہے ہیں اور اسلامی اقدار سے تہی دامن ہو رہے ہیں۔ گویا افراد کی روحانی ترقی اور حقیقی عروج کی راہ میں حائل ایک بڑی رکاوٹ جہالت ہے۔

جہالت کو ختم کرنے کے لئے نبی ﷺ نے بہت سی مثالیں اور فضائل پر مبنی آیات واحادیث کو بیان کیا ہے۔ مثلاً پورے قرآن میں نبی علیہ السلام کے حوالے سے جس چیز کے اضافے کا مطالبہ منقول ہے وہ صرف اور صرف علم ہے:

" وقل رب زدني علما"[8i]

"اور کہہ دیجئے کہ اے میرے پروردگار میرے علم میں اضافہ فرما"

[6] ۔ ابن ماجہ، السنن، رقم الحدیث: 4182۔

[7] ۔ ابوداود، سلیمان بن اشعث، السنن (الریاض، دارالسلام، 1999ء) رقم الحدیث: 4536۔

[8] ۔ طٰہٰ (20) 41۔

انسان اور بالخصوص مسلمان کی اصل جہالت دینی علوم سے دوری کا نتیجہ ہے حالانکہ سرور کائنات ﷺ نے اس علم کے حصول کی بہت سی اہمیت بیان کی ہے مثلاً فرمان نبوی ہے :

"من یرد اللہ بہ خیرا یفقهه فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی"[9]

”اللہ تعالی جس بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا کر دیتے ہیں اور بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ دینے والا ہے“

ایک اور مقام پر نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

"لاحسد الا فی اثنتین،رجل أ تاہ اللہ مالا فسلطه علیٰ هلكته فی الحق ،ورجل أتاہ اللہ الحکمة فھویقضی بھا ویعلمھا"[10]

”نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: صرف دو انسان ہیں جن پر حسد کرنا درست ہے۔ ایک وہ انسان جس کو اللہ نے مال عطا کیا اور وہ اس کو راہ صواب میں خرچ کرنے پر مسلط کیا ہے، اور ایک وہ انسان جس کو اللہ نے شریعت کا علم عطا کیا، وہ اس کے مطابق فیصلے کرتا ہے اور تعلیم دیتا ہے“

جو شخص علم کے حصول کے لئے کسی جگہ کا سفر کرتا ہے تو اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے نبی علیہ السلام نے فرمایا:

”کہ جو علم طلب کرنے کی راہ پر چلا تو اللہ تعالی اس کو جنت کی راہ پر چلائے گا اور فرشتے اپنے پروں کو طالب علم کی خوشنودی کے لئے بچھاتے ہیں اور عالم کے لئے آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں اور پانی کے اندر رہنے والی تمام مچھلیاں بھی استغفار کرتی ہیں اور عالم کو عابد پر فضیلت حاصل ہے جیسا کہ چودھویں رات کے چاند کو دیگر تمام ستاروں پر فضیلت ہے۔ علماء انبیاء علیہ السلام کے وارث ہیں اور انبیاء علیہ السلام دینار اور درہم کا ورثہ نہیں چھوڑتے بلکہ انہوں نے علم کا ورثہ چھوڑا ہے۔ پس جس شخص نے اس سے علم حاصل کیا اس نے وافر حصہ لیا“[11]

---

[9] ۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث :3116۔

[10] ۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث :73۔

[11] ۔ ترمذی، محمد بن عیسی، السنن (الریاض، دارالسلام،، 1999ء) رقم الحدیث :2682۔

قاضی منصور پوریؒ جہالت کے خاتمے اور تعلیم کے فوائد کے ضمن میں آپ ﷺ کی کاوشوں کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

"رسول کریم ﷺ نے کس طرح نسل اور قومیت کی خصوصیتوں اور ملک و مقام کی حالتوں اور امیری وغریبی کے امتیازوں اور فاتح و مفتوح کی تفاوتوں مختلف زبانوں، مختلف رنگتوں کے مابہ الامتیازوں سے قطع نظر کر کے کیسی خوش اسلوبی سے سب کو دین واحد کے رشتہ میں متحد و یکساں و مساوی ہم سطح و ہم خیال، ہم اعتقاد آواز بنایا۔۔۔ اور پھر نفرت و عداوت کی جگہ نصرت و اخوت کو بٹھلا چکے، ظلمت و جہالت کو نکال کر ان کے دل و دماغ پر نورِ صداقت و علم کو متمکن کر چکے تب کیسی فارغ البالی، کشادہ و پیشانی اور مسرت کے ساتھ دنیا سے سدھار گئے"[12]

یقیناً دینی علوم سے دوری کی وجہ یا تو مادیت کی ہوس ہے یا پھر اس کی اہمیت سے عدم شناسائی ہے جس کی وجہ سے انسان دینی علوم سے بے پرواہ دکھائی دیتا ہے۔ پھر دینی علوم سے جہالت کی وجہ سے اصل علم و حقائق سے دوری جیسی بیماریاں تیزی سے بڑھ رہی ہیں جو انسانی ترقی میں اہم رکاوٹ ہے۔ لہٰذا عصری معاشرت میں اگر ہم ترقی کے خواہشمند ہیں تو ہمیں اپنے اسلاف کے راستہ کو اپنانا ہو گا جس میں دینی اور دنیوی ہر دو جہاں کی ترقی یقینی ہے۔

3۔ غربت

انسانی ترقی میں حائل معاشرتی رکاٹوں میں سے غربت ایک اہم امر ممنوعہ ہے، کیونکہ غربت کا احساس ہر موڑ پر انسان کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے اور یہ غربت مسلمان کو کفر تک لے جاتی ہے۔ اسی لئے نبی رحمت ﷺ نے مسلمان کے لئے اس مسئلہ کو پریشانی کا سبب بننے ہی نہیں دیا اور اس کا ازالہ کئی ایک اعتبار سے یوں پیش کیا کہ:

غریب کی حوصلہ افزائی فرمائی کہ اگر دنیا میں تجھے زیادہ دولت نہیں ملی تو کوئی بات نہیں ہے اس کے عوض قیامت کے دن جنت میں تجھے امیروں سے کئی سو سال پہلے داخل کیا جائے گا۔

"ان فقراء المهاجرين يسبقون الاغنياء يوم القيامة الى الجنة باربعين خريفا"[13]

"بے شک قیامت کے دن مہاجرین کے فقراء اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہونگے"

---

[12] ۔ منصور پوری، محمد سلمان سلیمان، قاضی، رحمت للعالمین (فیصل آباد، مرکز الحرمین الاسلامی، 2007ء) ص:64۔

[13] ۔ مسلم بن حجاج قشیری، الجامع الصحیح، (الریاض، دارالسلام، 1999ء) رقم الحدیث:2979۔

نبی اکرم ﷺ نے غریب اور غربت کو پسند فرماتے ہوئے اس کی دعا بھی فرمائی ہے:

"اللهم احيني مسكينا وامتني مسكينا واحشرني زمرة المساكين"[14]

"اے اللہ مجھے مسکینی میں زندہ رکھ اور اسی میں موت دینا اور میرا حشر مساکین کے ساتھ کرنا"

غریب آدمی جب اپنے رہبر کے اس اسوہ کامل کو دیکھتا ہے تو اس کو غربت کی پریشانی نہیں رہتی بلکہ نبی ﷺ کی رفاقت کا احساس بڑھ جاتا ہے اور پھر وہ ناشکری کی بجائے غربت والی زندگی میں آسودگی محسوس کرتا ہے یہی احساس اسے مشکلات زمانہ کے سامنے سینہ سپر ہونے میں مدد دیتا ہے۔

آپؐ نے قناعت کا درس دے کر غریب آدمی کو ہر حال میں خوش رہنے کی تلقین کر دی:

"طوبى لمن هدى للاسلام وكان عيشه كفافاوقنع"[15]

"اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جس نے اسلام کی ہدایت حاصل کی اور اسکی زندگی کفایت و قناعت میں گزری"

آپ ﷺ نے غریب کو قناعت کا درس دینے کے ساتھ ساتھ بلاوجہ مانگنے سے روک بھی دیا اور مانگنے والے کے بارے وعید بیان فرمائی:

"ما زال الرجل يسال الناس حتى ياتي يوم القيامة ليس في وجهه مزعة لحم"[16]

"ایک آدمی لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پہ گوشت نہیں ہوگا"

نیز فرمایا:

"ومن يستعف يعفه الله ومن يستغن يغنه الله"[17]

---

[14] ۔ ابن ماجہ، السنن، رقم الحدیث:4126۔

[15] ۔ محمد بن عبد اللہ الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، (مکۃ المکرمۃ، مکتبہ مصطفی الباز، 2000ء)، 1/35۔

[16] ۔ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1040۔

[17] ۔ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:1053۔

”اور جو شخص سوال کرنے سے بچے، اللہ تعالی اس کو بچائے گا اور جو شخص استغناء اختیار کرے، اللہ تعالی اسے غنی کر دے گا“

جب ایک غریب کے سامنے نبی رحمت ﷺ کی قناعت والی حوصلہ افزا اور بلاوجہ مانگنے کے حوالے سے حوصلہ شکنی والی مقدس تعلیم ہو گی تو یقیناً وہ استغناء کو حاصل کرنے اور قناعت کو اپنانے کی کوشش کرے گا۔

جنابِ رسول اللہ ﷺ دنیا کے مال اور دنیاداری کی مذمت بیان کر کے غریب کو غربت کی پریشانی اور امیر ہونے کے حسد سے بچاتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یقول العبد:مالی،مالی وان ماله من ثلا ث:ما اکل فافنی او لبس فابلی او اعطی فاقتنی وما سوی ذالک فهو ذاهب وتارکه للناس "[18]

”بندہ کہتا رہتا ہے کہ میرا مال (اتنا ہے) میرا مال (اتنا ہے) حالانکہ فی الحقیقت اس کے مال میں سے اس کا مال صرف تین قسم کا ہے: ۱۔ جو اس نے کھالیا اور ختم کر لیا، ۲۔ جو اس نے پہن لیا اور بوسیدہ کر لیا، ۳۔ اور جو اس نے عطیہ کیا (آخرت کے لئے) ذخیرہ کر لیا ان اموال کے علاوہ جو بھی مال ہے اسے وہ لوگوں کے لئے چھوڑ کر جانے والا ہے“

نبی ﷺ نے انسان کو اپنے سے بھی زیادہ محتاج اور غریب کی طرف دیکھنے کا کہا تا کہ وہ اس حال میں بھی خوش رہے اور اللہ کا شکر ادا کرے۔ آپؐ نے فرمایا :

"اذا نظر احدکم الی من فضل علیه فی المال والخلق فلینظر الی من هو اسفل منه"19

”تم سے جب کسی کو مال و خلق میں زیادہ دیکھے تو اپنے سے کم والے کی طرف دیکھ لے“

درج بالا تمام احادیث جب غریب مسلمان کے سامنے ہو نگی تو وہ دنیا کی چند روزہ آسائش کے بدلے اخروی اور دائمی آسائشوں کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا اور پھر آخرت کو تباہ کر کے دنیا بنانے کے لئے کبھی تیار نہیں ہو سکتا، وہ شخص غربت کی وجہ سے خودکشی، دوسروں پر ظلم، حسد اور ناشکری کے تمام اقدام کبھی نہیں اٹھا سکتا۔ ایسا شخص کمائی کے جتنے بھی ناجائز ذرائع ہیں ان کو غربت ختم کرنے کے لئے نہیں اپنا سکتا، کیونکہ اس کو پتہ ہے کہ غربت کی وجہ سے قیامت کے دن حساب وکتاب میں آسانی ہو

---

[18] ۔ احمد بن حنبل، المسند، (الریاض، بیت الافکار الدولیہ، 1998ء)، رقم الحدیث: 8821۔

[19] ۔ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 7428۔

گی، غربت کی وجہ سے جنت میں پہلے داخلہ ملے گا اور غربت نبی ﷺ کے لشکر میں شامل ہونے کا ذریعہ ہے۔ لہٰذا آج کے دور میں غربت کو مادی دنیا میں ترقی کی راہ میں حائل ایک اہم رکاوٹ سمجھا جاتا ہے تو ہم نبی رحمت ﷺ نے افراد کو مادی غربت کو پریشانی کا باعث نہ بننے کے لئے اسوہ حسنہ سے مختلف طرح کی تعلیمات پیش کیں اور دل کی غنا کی ترغیب دی۔

4۔ دشمنی اور ظلم

روز اول سے اللہ تعالی نے انسان کو اشرف المخلوق بنایا اور دنیا کی ہر چیز کو اس کے تابع کر دیا یہی وجہ ہے کہ جو بھی چیز اس کی روحانی یا جسمانی زندگی کی موت یا اس کے لئے نقصان دہ ثابت ہو تو اس کو اس کے لئے حرام قرار دیا اور ہر اعتبار سے اس کو اپنی جان کی حفاظت کا درس دیا۔ آپ ﷺ نے حدیث قدسی کے حوالے سے بتایا کہ

"یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلته بینکم محرما فلا تظالموا[20] "

”اے میرے بندو! بے شک میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام قرار دیا اور تمہارے درمیان بھی اسے حرام ٹھہرایا ہے پس تم آپس میں ظلم نہ کرو“

مولانا سید سلیمان ندوی ؒ ظلم کی مذمت میں لکھتے ہیں کہ:

”ظالم یعنی اپنی حد سے آگے بڑھ جانے والا۔ یہ صفت انسان کی عملی قوت کی بے اعتدالی کا اور جاہل و نادان ہونا اس کی عقلی و ذہنی قوت کی بے اعتدالی کا نام ہے مظلوم کا مقابل عادل اور جہول کا مقابل عالم ہے۔ عدل اور علم جو بالفعل انسان کو حاصل نہیں۔ ان کو حاصل کرنے کے لئے اس کی عملی قوت میں عدل یعنی میانہ روی اور اعتدال اور ذہنی قوت میں علم اور معرفت کی ضرورت ہے“[21]

قتل کرنا تو بہت دور کی بات ہے اسلام نے تو ظلم، گالی گلوچ، سختی اور لعن طعن سے بھی منع کیا ہے اور پھر تحفظ جان کے پیش نظر حضور ﷺ نے فرمایا:

”جب تم میں سے کوئی مسجد یا بازار سے گزرے اور اس کے ہاتھ میں تیر ہو تو اس کو چاہیے کے وہ اس کے پھالے سے پکڑ لے تاکہ کسی کو زخمی نہ کر دے“[22]

---

[20] ۔ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث :6575۔

[21] ۔ ندوی، سید سلیمان، مولانا، خطبات مدراس (لاہور، ادارہ مطبوعات طلبہ، 1995ء) ص:7۔

[22] ۔ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم الحدیث :6662۔

ایک دوسری جگہ فرمایا:

" لا یشیر احدکم الی اخیه بالسلاح فانه لا یدری احدکم لعل الشیطان ینزع فی یده فیقع فی حفرة من النار"[23]

"تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی طرف اسلحے سے اشارہ نہ کرے کیونکہ شیطان کا کوئی پتہ نہیں کہ وہ اس کے ہاتھ کو ڈگمگا دے (اور ہاتھ چل جائے) پھر جہنم کے گڑھے میں جائے"

تحفظ جان ہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: "ولا تقتلوا انفسکم "[24] "اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔" کے علماء نے تین مطلب بیان کئے ہیں۔ پہلا مطلب: خود کشی نہ کرو۔ یعنی اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے قتل نہ کرو۔ شریعت اسلامیہ میں خود کشی انتہائی خطرناک گناہ ہے۔ کیونکہ اس ایک گناہ میں اور بے شمار گناہ داخل ہیں۔ ایک تو یہ اللہ کی امانت کو ضائع کرنا ہے، کیونکہ جان اللہ کی امانت ہے۔ اسے اپنے ہاتھوں ختم کرنا درست نہیں۔ دوسرا یہ بے صبری کا نتیجہ ہے۔ تیسرا یہ اللہ پر توکل نہ ہونے کی علامت ہے۔ چوتھا یہ اللہ کے فیصلے پر ناراضگی کا اظہار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پختہ ایمان والے متقی پرہیزگار لوگ کبھی بھی خود کشی نہیں کرتے اور معمولی سی بات پر بے دین لوگ بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے خود کشی کرتے ہیں۔[25] الغرض جان کی حفاظت پر جتنا زور دیا گیا ہے اتنا ہی اس سے لاپرواہی کرتے ہوئے قتل عام جاری ہے۔

موجودہ دور میں انسانی زندگی کو بہت ارزاں سمجھ لیا گیا ہے۔ قتل و غارت گری، دشمنی اور ظلم و جور کا بازار ہر طرف گرم ہے یہاں تک کہ کسی کی عزت و آبرو تک محفوظ نہیں۔ انسانی حیات کے تحفظ کے لیے فرمودات رسول ﷺ کو سامنے رکھنا اور ان کی روشنی میں اپنی جان، مال، عزت کے مسائل کو حل کرنا از بس ضروری ہے۔ آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں جن اہم نکات کو نمایاں کیا اس میں دشمنی اور ظلم و جور کے تمام اسباب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہیں ترک کرنے کا تاکیدی حکم نامہ جاری فرمایا[26]۔ کیونکہ دشمنی اور ظلم کسی بھی افرادِ معاشرہ کو عروج اور ترقی کی طرف نہیں لے جاسکتے۔ حقیقی ترقی اور عروج حاصل کرنے کے لئے دشمنی اور ظلم کا خاتمہ سماج سے ضروری ہے۔

---

[23] ۔ ایضا

[24] ۔ النساء(4)29۔

[25] ۔ کیلانی، عبد الرحمن، مولانا، تیسیر القرآن (لاہور، مکتبۃ السلام، ۱۴۲۲ھ) 393/1۔

[26] ۔ رازی، محمد ولی، ہادی عالم (کراچی، دار العلم، لسبیلہ چوک، 1987ء) ص:401۔

5۔ کسب حرام

انسانی ترقی کی راہ میں حائل رکاوٹوں میں سے کسب حرام بھی ہے۔ حالانکہ امام الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام نے کسب حلال پر زور دیتے ہوئے اور پھر حفاظتِ مال کے پیش نظر ان تمام ذرائع کو حرام اور ناجائز قرار دیا جو کسی کے مال کو ناجائز طریقہ سے ہڑپ کر جانے کے اسباب بنتے ہیں۔ مثلاً: چوری، ڈاکہ، خیانت، ناپ تول کی کمی، رشوت، دھوکہ فراڈ، ملاوٹ، سود، جواء اور اسراف و تبذیر وغیرہ کی مذمت اور دنیاوی واخروی سزا بیان کی تا کہ لوگوں کا مال محفوظ رہ سکے اور اس کے برعکس امانت و دیانت، محنت، کسبِ حلال، قناعت، یتیم کے مال کی حفاظت، تاجر اور تجارت کی اہمیت وفضیلت کو بیان کیا تا کہ کمائی کے حلال ذرائع کو اپنایا جائے۔

کسبِ حلال کی اہمیت بارے نبی ﷺ نے فرمایا:

> ”کسی انسان نے اس شخص سے بہتر روزی نہیں کھائی جو خود اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتا ہے اللہ کے نبی حضرت داود ؑ بھی اپنے ہاتھوں سے کام کر کے روزی کھاتے تھے“[27]

بہترین انسان وہ ہے جو اپنی محنت ومشقت کے بل بوتے پر حلال روزی حاصل کرے اور اس کو اپنے پیٹ اور اہل وعیال کے لئے کافی سمجھے جیسا کہ صحابہ کرامؓ کے متعلق آتا ہے کہ:

> ”رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے کام اپنے ہاتھوں سے کیا کرتے تھے، اور (زیادہ محنت کی وجہ سے) ان کے جسم سے (پسینے کی) بو آجاتی تھی اس لئے ان سے کہا گیا تھا کہ اگر تم غسل کر لیا کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے“[28]

اب اگر کسی مسلمان کے سامنے پیارے پیغمبر ﷺ کی یہ سچی تعلیمات اور عمل ہو پھر انبیاء اور اسلاف کا عمل، کہ وہ تمام خود محنت کر کے کمائی کرتے تھے تو یقیناً ان اسلاف سے محبت کرنے والا ان کے راستہ کو نہیں چھوڑ سکتا

نبی رحمت ﷺ نے حرام کمائی سے پلنے والے جسم کے بارے فرمایا کہ وہ جنت میں نہیں داخل ہو گا۔[29] اگر کسی مسلمان کو یقین ہو کہ حرام کی کمائی سے پلنے والا جسم جنت سے محروم ہو کر جہنم کا ایندھن بن جائے گا تو یقیناً وہ حرام کمائی کو کبھی بھی گھر نہیں لائے گا۔

---

[27] ۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2072۔

[28] ۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2071۔

ایک مقام پر حرام کمائی کو کھانے والے کے بارے واضح کیا کہ اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

آپؐ نے ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبا سفر کر کے آیا ہو، اس کے بال پریشان اور خاک آلودہ ہوں وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلاتا ہے اور کہتا ہے اے میرے پروردگار! اے میرے پروردگار! جبکہ اس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام اور جس غذا سے اس کا جسم بنا ہے وہ بھی حرام ہے تو پھر اس کی دعا کیسے قبول ہو گی۔[30]

نبی ﷺ نے منافق کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ وہ امانت میں خیانت کا ارتکاب کرتا ہے۔[31] ایک مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"اس کا کوئی ایمان نہیں جو امانت دار نہیں اور اس کا کوئی دین نہیں جو اپنے وعدے کا پکا نہیں"[32]

روایت میں ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک چور کو لایا گیا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کے ہاتھ کو اس کی گردن میں لٹکا دو۔[33]

ڈکیتی، لوٹ مار، فسادات اور قتل کی تمام شکلوں کو ختم کرنے کے لئے قصہ عکل و عرینہ بہترین مثال ہے جس میں آپ ﷺ نے وارداتیوں کو اسی طرح قتل کیا جیسے انہوں نے سزا دے کر چرواہوں کو قتل کیا تھا[34] اور پھر اس سزا کا یہ نتیجہ نکلا کہ کسی کی واردات کرنے کی جرات نہ ہوئی۔

حفاظت مال کی خاطر اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سود اور جواء کو حرام قرار دیا۔ رشوت کی مذمت بیان فرمائی۔[35] آپ ﷺ نے ایک دفعہ منڈی میں لگے ہوئے گندم کے ڈھیر میں ہاتھ ڈالا تو اندر سے گندم تر تھی اور باہر سے خشک تو اس موقع پر دھوکہ اور فراڈ کی مذمت بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

"من غش فليس منا"[36]

[29] ۔ ابن حبان، محمد، الصحیح، (سانگلہ ہل شیخوپورہ، المکتبہ الاثریہ)، رقم الحدیث : 5541۔

[30] ۔ مسلم، الجامع الصحیح، رقم الحدیث :2346۔

[31] ۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:33۔

[32] ۔ احمد بن حنبل، المسند، رقم الحدیث 11395۔

[33] ۔ ازہری، پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 1995ء)1/468۔

[34] ۔ بخاری، الجامع الصحیح، رقم الحدیث:233۔

[35] ۔ مودودی، ابوالاعلی، مولانا، تفہیم القرآن (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن،)1/471۔

"جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں"

تحفظ مال کے پیش نظر نبی دوعالم ﷺ نے ماپ تول کے حوالے سے فرمایا:

"المكيال والميزان قد وليتم امرين هلكت فيه الامم السالفة قبلكم"[37]

"ماپ اور تول کی دو چیزیں تمہارے سپرد ہیں تم سے پہلے کئی امتیں اس وجہ سے ہلاک ہوئی"

مولانا صفی الرحمن مبارکپوریؒ اہل عرب کی اقتصادی حالت کو بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

"اقتصادی حالت، اجتماعی حالت کے تابع تھی، اس کا اندازہ عرب کے ذرائع معاش پر نظر ڈالنے سے ہو سکتا ہے کہ تجارت ہی ان کے نزدیک ضروریات زندگی حاصل کرنے کا سب سے اہم ذریعہ تھی۔ اور معلوم ہے کہ تجارتی آمدورفت امن وسلامتی کی فضا کے بغیر آسان نہیں"[38]

مذکورہ نصوص اگر کسی مسلمان کے سامنے ہوں اور وہ حقیقی معنوں میں اللہ اور رسول کا مطیع وفرماں بردار اور ان کی محبت سے سرشار ہو تو یقیناً کبھی بھی وہ کسی کے مال کو ہتھیانے کے لئے خیانت اور بددیانتی کا مرتکب نہیں ہو سکتا بلکہ دیانت داری اور امانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مال کی حفاظت کرے گا۔ نیز کسب حرام جہاں انسان کی ذاتی اور سماجی زندگی میں اس کے لئے نقصان دہ ہے وہاں ایسے افراد کے لئے عصری معاشرت میں مادی اور روحانی اعتبار سے دنیوی اور اخروی دونوں جہانوں میں ترقی وکامیابی کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے یہاں تک کہ اس کی عبادات اور دعاوں کی قبولیت میں بھی یہ رکاوٹ بن جاتی ہے۔

خلاصہ بحث

عصری معاشرت میں فرد کی ترقی میں حائل رکاوٹوں میں سے ناانصافی، جہالت، غربت، دشمنی، ظلم اور کسب حرام وغیرہ اہم امور ہیں، ان رذائل اخلاق نے آج کے انسان کی زندگی کو بے لطف بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی وسیع وعریض دنیا میں رہنے والا انسان ایسی گھٹن محسوس کر رہا ہے گویا کہ وہ کسی تنگ وتاریک کوٹھڑی میں زندگی گزار رہا ہے۔ ان معاشرتی مسائل کی وجہ سے ہی بہت سے لوگ بیشمار جسمانی اور نفسیاتی بیماریوں مثلاً: دل، شوگر، بلڈ پریشر وغیرہ میں مبتلا ہیں۔ عدل وانصاف نہ ملنے کی وجہ سے لوگ جذباتی فیصلے کر رہے ہیں۔ کتنے لوگ جائیداد کے جھگڑے کی نذر ہو رہے ہیں۔ کتنے لوگوں کے متعلق ہم روزانہ

[36] ۔ ابوداود، السنن، رقم الحدیث: 3452۔

[37] ۔ ترمذی، السنن، رقم الحدیث: 1134۔

[38] ۔ مبارکپوری، صفی الرحمن، مولانا، الرحیق المختوم (لاہور: المکتبۃ السلفیہ، 1999ء) ص: 71۔

اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ وہ غربت وافلاس کے سبب خودکشی کر رہے ہیں۔ عائلی زندگی میں دشمنیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ کسب حرام کی عادت نے انسان کے اخلاص، سکون اور ایثار جیسے اوصاف کو چھین لیا ہے، یہ وہ مشکلات اور رکاوٹیں ہیں جن کی وجہ سے ایک صحت مند معاشرہ کی تشکیل نہیں ہو پارہی اور ان مسائل کا حل صرف رسول اللہ ﷺ کی سیرت پر عمل پیرا ہونے میں مضمر ہے اور آپؐ کے اسوہ کو سامنے رکھتے ہوئے ان رکاوٹوں کو عبور کرنا آج کے فرد کے لیے ناگزیر ہے۔